بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | پیر ۳ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ؛ ۲۹ اخاء ۱۳۶۳ ہش ؛ ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۴۶

اخبارِ احمدیہ

— ربوہ ۲۸ اکتوبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں مقیم ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کیلئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی طرف سے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

تحریک جدید کے ۵۰ سال پورے ہونے پر وعدوں کی مقدار ایک کروڑ سے اوپر نکل گئی۔ الحمد للہ

امسال وعدوں کے اضافے کے سلسلے میں لجنہ اماء اللہ کی کوششوں پر اظہارِ خوشنودی

فرانسیسی، اطالوی اور روسی تراجم قرآن طباعت کے لئے بالکل تیار ہیں:

بیت الفضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ

لندن ۲۶ اخاء/اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں بیت الفضل لندن میں تحریک جدید کے ۵۱ ویں سال کا اعلان فرمایا اور بتایا کہ اللہ کے فضل و کرم سے تحریک جدید کے قیام پر ۵۰ سال گزرنے پر تحریک جدید کے وعدے ایک کروڑ سے زائد ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ!

حضور نے فرمایا کہ میں نے گزشتہ سال اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس مناسبت سے کہ تحریک جدید کے قیام پر پچاس سال گزر رہے ہیں۔ جماعت اپنے وعدوں کو ایک کروڑ روپے تک پہنچا دے۔ چنانچہ سال رواں میں جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک کروڑ تین لاکھ انہتر ہزار چار صد چونتیس روپے (1,03,69,434/-) کے وعدے پیش کئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ایک صدی گزرنے پر یہ وعدے اربوں روپے تک پہنچ جائیں گے۔

حضور انور نے اس ضمن میں توجہ دلائی کہ دفتر اول کے مجاہدین کا ایک خاص مقام ہے یہ گروہ زیادہ تر حضرت مسیح موعود کے رفقاء اور بعد میں آنے والے بزرگوں پر مشتمل تھا۔ ان کا حق ہے کہ ان کی قربانیوں کو ان کی زندگیوں کے بعد بھی جاری رکھا جائے، اور ان مجاہدین کی اولادیں اپنے آباء کی ان قربانیوں کو از سر نو زندہ کریں۔ اور تا قیامت زندہ رکھیں۔ اور اپنے اور اپنی نسلوں کے گھروں کو بھی برکتوں سے بھر لیں۔ نیز فرمایا کہ دفتر اول کے بعض ایسے مجاہدین بھی ہو سکتے ہیں جو وفات پا چکے ہیں لیکن ان کی کوئی اولاد نہ تھی سو دفتر تحریک جدید مجھے ایسے دوستوں کی فہرست مہیا کرے جو ان کی قربانیوں کو زندہ رکھنے کے لئے میں ان کی طرف سے تحریک جدید کا چندہ ادا کروں گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت کا ہر قدم ہمیشہ پہلے سے آگے ہی بڑھتا ہے۔ امسال باوجود مشکلات کے پاکستان کی جماعتوں نے اپنے وعدوں کو تیس لاکھ سے بڑھا کر چالیس لاکھ روپے تک پہنچایا۔ اور اسی نسبت سے ادائیگی بھی کر رہی ہیں۔ اور بیرون پاکستان کی جماعتوں نے اپنے وعدوں کو تریپن لاکھ اٹھاون ہزار (53,58,000) سے بڑھا کر مبلغ ترسٹھ لاکھ انہتر ہزار روپے (63,69,000) تک پہنچا دیا۔ اور ان کی ادائیگی بھی اطمینان بخش ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

پاکستان کی جماعتوں میں سے بالخصوص ربوہ اور بالعموم فیصل آباد۔ سیالکوٹ۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ پشاور۔ کوئٹہ۔ حیدر آباد اور کراچی کی جماعتوں کے وعدوں اور وصولی پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ بیرون پاکستان کی جماعتوں میں سے سپین۔ سری لنکا۔ سنگاپور۔ سیرالیون۔ لائبیریا۔ برما۔ سوئٹزرلینڈ کی جماعتوں پر اظہار خوشنودی فرمایا۔

حضور نے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ گزشتہ دو سال کے دوران وعدہ جات میں جو اضافہ ہوا ہے۔ اس کا بڑا حصہ دفتر سوم کی وجہ سے ہے اور اس میں بہت سا دخل لجنہ اماء اللہ کی کوششوں کا تھا۔ کیونکہ دفتر سوم لجنہ کے ذمہ تھا۔ کہ اس کے وعدوں اور وصولی کو بڑھائیں ہماری عورتوں نے اس کوشش میں ثابت کر دیا ہے کہ احمدی عورت پردہ میں رہتے ہوئے دنیا کی دوسری عورتوں کی تنظیموں سے کس قدر زیادہ خدمات بجا لا رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے عملی پہلو کی طرف بھی جماعت کو توجہ دلائی اور فرمایا کہ جماعت کے افراد جب تک رضا کارانہ طور پر جماعت کے اغراض و مقاصد کو آگے بڑھانے کی طرف توجہ نہیں کریں گے۔ ہماری دوڑ صرف ایک ٹانگ کی دوڑ ہو گی۔ اگر ہم اب تک صرف ایک ٹانگ کی دوڑ سے دنیا کے کناروں تک پھیل گئے ہیں تو اندازہ کریں کہ جب دوسری ٹانگ یعنی انفرادی رضا کارانہ خدمت دین کی کوشش بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئی تو کیا کیفیت ہو گی۔

حضور نے فرمایا۔ اس سکیم کے پہلے دور میں کوشش کی جائے کہ جتنے چندہ دہندگان ہیں کم از کم اتنے ہی رضا کار خادمانِ دین پیدا ہو جائیں۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خوشخبری دی کہ اس وقت قرآن مجید کے فرانسیسی۔ اطالوی اور روسی تراجم طباعت کیلئے بالکل تیار ہیں۔ اور رقم بھی بفضلہ تعالیٰ مہیا ہو چکی ہے۔ اطالوی اور روسی ترجمہ کے کل اخراجات کے لئے جماعت کے دو مخلص دوستوں نے پیشکش کی ہے جس کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبول فرما لیا ہے۔ اور فرانسیسی ترجمہ کے اخراجات صد سالہ جوبلی فنڈ سے ادا ہوں گے۔

انشاء اللہ تعالیٰ وباللہ التوفیق۔

○

● — محترم بابو قاسم الدین صاحب سابق امیر ضلع سیالکوٹ کی بہو عزیزہ ارشد بیگم صاحبہ زوجہ مکرم مبارک احمد صاحب کا آپریشن بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گیا تھا۔ مگر ٹانکے کھلنے کے چند دن بعد زخم خراب ہو گیا۔ اس کا علاج جاری ہے۔

احباب کرام سے اس لڑکی کی شفایابی اور کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(سید احمد علی سیالکوٹی
نائب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ۔

● — مکرم ثناء اللہ شبلی صاحب کی ایک ایکسیڈنٹ کے نتیجے میں کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ فیملی ہاسپٹل لاہور میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے موصوف کی صحتیابی کے دعا کی درخواست ہے۔

(وحید صلاح الدین۔ لاہور)

● — مکرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی دل کے ایک والو میں خرابی کی وجہ سے ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ اب گزشتہ قریباً دو ماہ سے تکلیف زیادہ ہو گئی ہے اور پھیپھڑے بھی متاثر ہو رہے ہیں نیز گردن اور بازوؤں میں بھی درد محسوس ہوتا ہے سروسز ہسپتال لاہور کے میڈیکل یونٹ نمبر ۱ میں زیر علاج ہیں۔ احباب کی خدمت میں ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

(محمد احمد اشرف۔ لاہور

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۳ صفر ۱۴۰۵ھ

۲۹ اخاء ۱۳۶۳ ہش

تقویٰ کا اصل مفہوم اور اس کا درجہ کمال

گزشتہ دو شماروں میں ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پُر معارف تحریرات کی رو سے یہ امر واضح کر چکے ہیں کہ تقویٰ تمام صحفِ مقدسہ کی تعلیمات کا خلاصہ، دائمی شریعتِ حقہ کا مغز اور اس کی بے مثال و لازوال تعلیم کی علتِ غائی نیز ایمان کی بیّن علامت اور اعمالِ حسنہ کے قبول ہونے کی لازمی شرط ہے۔ مزید برآں صحیح فراست، حقیقی دانش، سچی راحت اور کلام اللہ کے حقائق و معارف تقویٰ ہی کی مدد سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حقیقی فلاح کے حصول کا یقینی ذریعہ بھی تقویٰ ہی ہے اور فتح و ظفر کی کلید بھی اسی کو قرار دیا گیا ہے۔

تقویٰ کی اس بنیادی اہمیت اور مرکزی حیثیت کے پیشِ نظر ہر صاحبِ ایمان کے لئے یہ ضروری ہی نہیں بلکہ ناگزیر ہو جاتا ہے کہ وہ تقویٰ کی اہمیت ذہن میں پورے طور پر مستحضر ہو جانے کے بعد یہ معلوم کرے کہ تقویٰ سے کیا مراد ہے۔ اسکی کیفیت و ماہیت اور حقیقت کیا ہے؟ اس کا درجہ کمال کس مرتبہ اور مقام پر دلالت کرتا ہے؟ اس کے بنیادی تقاضے کیا ہیں اور وہ کونسی شرائط ہیں جنہیں پورا کرنے سے انسان صحیح معنوں میں متقی بن سکتا ہے؟ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں ان سب امور کو بڑی تفصیل سے واضح فرمایا ہے اور ان پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔ ہم طوالت کے خوف سے ذیل میں حضرت اقدس کی ان موضوعات سے متعلق پُر معارف تحریرات کے بعض مختصر اقتباسات ہی پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

سیدنا حضرت اقدس نے واضح فرمایا ہے کہ تقویٰ سے مراد نیکی کی وہ قوت اور مسابقت علی الخیرات کی وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے جس کے زیرِ اثر وہ ہر حرکت و سکون میں خفیف سے خفیف گناہ اور معصیت سے بکلّی مجتنب رہتا اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھتا ہے اور اس طرح خلوت و جلوت الغرض ہر حالت میں، ہر قیمت پر راہِ سداد پر گامزن رہنے میں اس کے پائے ثبات میں ذرا بھر بھی لغزش نہیں آتی۔ اس ضمن میں حضرت اقدس نے تقویٰ کی اس عمومی تعریف کی وضاحت کرتے ہوئے اس امر کو بھی ضروری قرار دیا ہے کہ انسان مشتبہ امور سے یعنی ایسے امور سے بھی جن کے متعلق خفیف سا شبہ پایا جاتا ہو کہ شاید وہ بُرے ہوں بچنے کی کوشش کرے اور ان کے قریب تک نہ جائے۔ پھر یہی نہیں بلکہ شریعت نے جن امور کو جائز رکھا ہے ان میں بھی انسان حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرے ورنہ اس کا قدم خیر الامور اوسطھا کے مطابق نہ ہوتے ہوئے تقویٰ کی راہ سے ہٹ جائے گا۔ حضرت اقدس کی ان تصریحات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو تقویٰ کا مفہوم بہت وسعت اور بہت گہرائی کا حامل ہے۔ چنانچہ آپ تقویٰ کے مفہوم کی اس وسعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) "تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر (جو گناہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں) خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو" (ازالۂ اوہام صفحہ ۸۲۷)

(۲) "تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں باری کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔"

(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

(۳) "امور تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل یقینی بدیہی یعنی ظاہری دیکھنے میں ہی ایک بات (بالبداہت) بُری یا بھلی ہے۔ دوم۔ یقینی نظری یعنی ویسا یقین تو نہیں۔ پھر بھی نظری طور پر دیکھنے میں وہ امر اچھا یا بُرا ہو۔ سوم۔ امور مشتبہ یعنی ان میں شبہ ہو کہ شاید بُرے ہوں۔ پس متقی وہ ہے جو اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے اور تینوں مراتب کو طے کرے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ شبہ اور احتمال سے بچنے کے لئے ہم دس باتوں میں سے نو چھوڑ دیتے ہیں (تقویٰ کے معیار پر پورا اترنے کے لئے چاہیئے کہ احتمالات کا سدّباب کیا جاوے۔"

(الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

(۴) "نیکی کی جڑ (یعنی تقویٰ) یہ بھی ہے کہ دنیا کی وہ لذات اور شہوات جو کہ جائز ہیں ان کو بھی حدِ اعتدال سے زیادہ نہ لے ..... خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى نعم اور کھانے پینے میں بھی اعتدال کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ صرف یہی کافی نہیں کہ انسان زنا نہ کرے، چوری نہ کرے بلکہ جائز امور میں بھی حدِ اعتدال سے نہ بڑھے۔"

(البدر ۶ فروری ۱۹۰۳ء)

حضرت اقدس نے تقویٰ کے مفہوم اور اس کی وسعت پر روشنی ڈالنے کے علاوہ متقی کی علامات اور اس کی دلی کیفیت پر بھی روشنی ڈالی ہے اور واضح فرمایا ہے کہ متقی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے تعہد اور التزام سے ادا کرتا ہے اور خدمتِ دین کے مواقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ جملہ اخلاقِ حسنہ اس میں جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ بعض خلق اس میں ہوں اور بعض نہ ہوں۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ کسی خارجی ترغیب و تحریص اور یاد دہانی کا محتاج نہیں رہتا بلکہ خود اس کا دل اس کے لئے ایک واعظ کی حیثیت رکھتا ہے جو قدم قدم پر اسے معاصی سے بچنے اور حسنات اختیار کرنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ گناہوں سے اجتناب اور نیکیوں میں مسابقت اس کی فطرت میں داخل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ روح القدس کی معیت اور خدا کی نصرت کا مورد بن جاتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عُجب، بخل کے ترک میں پکا ہو ویسے ہی اخلاقِ رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاقِ فاضلہ میں بھی ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آوے، خدا کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی متقی ہوتے ہیں۔ (یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً بھی ہو تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک کہ مجموعی اخلاقِ فاضلہ اس میں نہ ہوں) اور ایسے ہی شخص کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہے۔" (البدر ۱۳ فروری ۱۹۰۳ء)

(۲) "جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلی نہیں ہو سکتی۔ دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو۔ روح القدس کی تائید نہیں ملے گی۔ ایسا شخص ضرور دھوکا کھائے گا۔ اس دین کی جڑ تقویٰ اور نیک بختی ہے۔" (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

حضرت اقدس نے تقویٰ کے معنی اس کے مفہوم کی وسعت، اس کے عملی تقاضوں اور متقیوں کی علامات بیان کرنے کے علاوہ تقویٰ کے معیار اور اسکے انتہائی کمال پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ انسان اس حد تک خدا سے اتحاد اور وصال پیدا کر لے کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شے حائل نہ رہے اور اس کا اپنا نفس وجود یکسر محو ہو جائے۔ یہ کمال انتہائی درجہ کی جدوجہد کرنے اور نفس پر بے انتہا مشقت وارد کرنے کے بعد ہی ملتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۷ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعجاز القرآن

آخری قسط

ع "قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

قرآن ایک کامل اور بے مثال کلام

مکرم قریشی عبدالحلیم صاحب شرر، دارالرحمت غربی ربوہ

اخلاقی اور عملی اعجاز

اخلاقیات مذہب کی اصل اور انسانیت کی روح ہیں قرآن کریم نے ابتداً خطۂ عرب میں اور بعد میں دنیا کے ایک کثیر حصہ پر ایک ایسا عظیم اخلاقی انقلاب برپا کیا کہ اس کی مثال تاریخ مذاہب اور تاریخ عالم میں نہیں ملتی نزول قرآن سے قبل عرب پر ایک خطرناک تاریکی اور ظلمت کا دور جاری تھا۔ وحشت و بربریت انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اخلاق مٹ چکے تھے ہر قسم کی برائی اور بے حیائی قوم عرب کے اندر راسخ ہو چکی تھی اور روحانی اور اخلاقی لحاظ سے یہ قوم مردہ ہو چکی تھی۔ اس تاریک ترین رات میں خدائے رحمٰن و رحیم نے نوع انسانی پر رحم کھاتے ہوئے قرآن کریم نازل کیا تو وہ تاریک رات لیلۃ القدر بن گئی اور ظلم و استبداد کی چکی میں پستی ہوئی انسانیت کے لئے امن و سلامتی کا نور نازل ہونا شروع ہو گیا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمان الٰہی جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ کی اتباع میں قرآن کریم کے ذریعہ ظلم و استبداد اور برائی اور بے حیائی کے خلاف روحانی طہارت کا ایک عظیم ترین جہاد شروع کیا قرآن کریم نے اخلاقی اور روحانی لحاظ سے مردہ قوم کے اندر زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ مردے زندہ ہو گئے۔ نابیناؤں کو آنکھیں مل گئیں اور بیمار صحت مند ہونے لگے قرآن کریم نے ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں عربوں کے اندر ایک ایسا عظیم الشان اور محیر العقول اخلاقی انقلاب برپا کر دیا جس کی مثال پیش کرنا ناممکن ہے۔ ہر قسم کی برائیوں میں ملوث قوم کو قرآن نے اس طرح پاک و صاف کیا کہ ۳۶۰ دیوتاؤں کے پوجنے والے خدائے واحد و یگانہ کے سچے پرستار بن کر خیر امت۔ اولیاء اللہ اور عباد الرحمٰن کہلانے لگے۔ الغرض قرآن کریم نے قوم عرب کو تصور مذلت سے نکال کر حیات ابدی کی راہوں پر گامزن کر دیا۔ عرب کا ذرہ ذرہ اس جاودانی نور سے روشن ہو گیا۔ اس جیسا عظیم انقلاب کوئی اور کتاب اپنے ماننے والوں کے اندر پیدا نہ کر سکی۔ یہود نے تورات کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ دیا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خود ان کے ایک حواری نے ۳۰ درہم کے عوض دشمنوں کے سپرد کر دیا۔ لیکن قرآن کریم نے جو انقلاب عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر پیدا کیا غزوہ بدر اور غزوہ احد میں قربانیاں اس کی زندہ مثال ہیں:۔

حفاظت قرآن کریم کا معجزہ

تمام کتب مقدسہ میں سے یہ مقام صرف اور صرف قرآن کریم کو حاصل ہے کہ وہ ایک محفوظ ترین کتاب ہے دنیا کے کسی مذہب کی کوئی کتاب نہ محفوظ ہے اور نہ محفوظ ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے انبیاء سابقہ کے ساتھ جو کلام اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ یا تو بالکل ہی دنیا سے مٹ گیا (جیسے صحائف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ) اور یا تورات اور زبور اور انجیل کی طرح تحریف و تبدل کا شکار ہو گیا۔ صرف قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے پاک اور ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ یہ شرف بھی تمام کتب مقدسہ میں صرف قرآن کریم کو حاصل ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ چنانچہ حفاظت قرآن کریم کے اس عظیم الشان وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے ان سنہری الفاظ میں بیان فرمایا:۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر ۱۰)

اسی طرح فرمایا:۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

خدا تعالیٰ نے جو صادق الوعد ہے اپنے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا اور اپنی اس کتاب عظیم کی خود حفاظت فرمائی اور ۱۴۰۰ سال کا طویل عرصہ گذرنے کے بعد بھی قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں بالکل محفوظ ہے

مستشرقین کی طرف سے حفاظت قرآن کا اعتراف:۔

سر ولیم میور اپنی کتاب "دی قرآن" میں لکھتے ہیں:۔

"یہ تمام ثبوت دل کو پوری طرح تسلی دلاتے ہیں کہ وہ قرآن جسے ہم آج پڑھتے ہیں لفظاً لفظاً وہی ہے جسے (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا تھا (صفحہ ۲۴)

پھر "لائف آف محمد" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:۔

"اس بات کی تسلی بخش اور قابل اطمینان اندرونی اور بیرونی شہادت موجود ہے کہ قرآن اس وقت بھی ٹھیک اسی شکل و صورت میں محفوظ و مامون ہے جس حالت میں (حضرت) محمد نے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا (صفحہ ۲۵)

قرآن کریم کا محافظ قادر مطلق خدا ہے۔ حفاظت کا وعدہ نہ صحائف ابراہیمؑ کے ساتھ تھا نہ تورات کے ساتھ نہ زبور کے ساتھ اور نہ ہی انجیل کے ساتھ۔ لہٰذا وہ تمام کتب تحریف و تبدل کا شکار ہو گئیں۔ لیکن قرآن کریم الٰہی وعدہ کے مطابق قیامت تک محفوظ و مامون رہے گا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی لفظی حفاظت کے ساتھ ساتھ معنوی حفاظت کا وعدہ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ میں فرمایا ہے۔ چنانچہ خدا نے مجددین امت اور اولیائے کرام کے ذریعہ قرآن کریم کی معنوی حفاظت کا بندوبست کیا اور یہ بزرگان دین قرآن کریم کے حقیقی معنی و مطالب کے ذریعہ لوگوں کی راہنمائی فرماتے رہے۔

پرحکمت کلام کا اعجاز

تمام شرائع میں سے یہ امتیاز بھی قرآن کریم کو حاصل ہے کہ اس کی تعلیم کامل طور پر حکمت کے موتیوں سے مالا مال ہے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیات کے متعلق فرمایا ہے:۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ (یونس)

کہ قرآن کریم کی آیات ایک پرحکمت کتاب کی آیات ہیں جن کا نزول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر خدائے حکیم و علیم کی طرف سے ہوا ہے۔

نبی اکرمؐ کا ایک اہم منصب رسالت يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ تھا آپؐ نے علم و عرفان سے بے بہرہ ان پڑھ اور جاہل قوم کو قرآن حکیم کے ذریعہ عقل و دانش اور فکر و تدبر کی تعلیم دی۔ خدا نے عقل و دانش کو وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا کے مطابق ایک خیر کثیر قرار دیا۔ قرآن کریم کو عربی جیسی فصیح و بلیغ زبان میں اس لئے نازل فرمایا تاکہ انسانی عقل اس کو آسانی سے سمجھ سکے۔ فرمایا یعنی ہم نے اس کتاب کو قرآن بنایا ہے جو معانی و مطالب میں فصیح و بلیغ بھی ہے تاکہ تم عقل و تدبر سے کام لو۔ (یوسف) اور یقیناً وہ ام الکتاب میں ہے اور ہمارے نزدیک بلند شان والا اور بڑی پرحکمت باتوں والا ہے (الزخرف ۴-۵)

تمام کتب سماویہ میں سے صرف قرآن ہی ہے جو اپنی آیات اور تعلیم کو عقل انسانی کے روبرو پیش کرتا ہے اور اَفَلَا تَتَدَبَّرُوْنَ القرآن کی دعوت دیتا ہے۔ چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں بالکل محفوظ ہے۔

دنیا کی اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو اپنی تعلیمات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے پیش کرے۔ قرآن کریم ہر حکم کی حکمت بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم نے احکام شرعیہ کا اسلوب ہی بدل دیا پہلی کتب احکام تو بیان کرتی تھیں مگر انکی حکمت بیان نہیں کرتی تھیں۔ انسان اطاعت تو کرتا تھا مگر اطاعت کے باوجود محبت الٰہی اس کے دل میں پیدا نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل تورات کے باوجود جادۂ حق سے بھٹک گئے۔ قرآن کریم نے کوئی حکم بے وجہ نہیں دیا اور قرآن حکیم کے ہر حکم میں انسان کا فائدہ اور بھلائی مضمر ہے۔ قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی محبت کا نہ صرف حکم دیا بلکہ اس کے احسانات اور اس کی صفات حسنہ کی تشریح کے ساتھ محبت الٰہی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصول کے ذرائع بھی کھول کر بیان کئے۔

قرآن کریم نے شریعت کے احکام اس اعلیٰ اور حسین پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ کہ سننے والوں کے دل مسحور ہو کر جھوم اٹھے۔ قرآن کریم کی یہ خوبی اور یہ اعجاز اس قدر اعلیٰ تھا۔ کہ

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔

(سورۃ الحجر ج)

کئی دفعہ کفار بھی اس پر حکمت کلام کو سن کر دل میں خواہش کرنے لگتے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے اور اس شریعت پر عمل کرنے والے ہوتے جو نوع انسانی کے لئے رحمت و برکت کا موجب ہے۔

شریعت کاملہ کا اعجاز

قرآن کریم کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ یہ ہر لحاظ سے ایک کامل کتاب ہے جیسے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

(البقرہ : ۳)

میں قرآن کریم کو الکتٰب یعنی ایک کامل کتاب قرار دیا۔ کامل شریعت ہونے کے لحاظ سے اس کی طرف کوئی ریب (شک و شبہ یا نقص) منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ (الزمر ۲۸) قرآن کریم وہ واحد شریعت ہے جو تمام وہ تعلیمات جو انسان کی فلاح اور راہنمائی کے لئے ضروری ہیں اپنے اندر رکھتی ہے۔

خدا فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (الروم ۵۹)

اور یقیناً ہم نے قرآن میں ہر قسم کی ضرورتیں لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں۔

پھر فرمایا:۔

"ہم نے اس (قرآن) کے اندر کسی بھی ضروری تعلیم کے متعلق کمی نہیں چھوڑی"

انسانی زندگی کے تمام مراحل، تمام پہلوؤں تمام مسائل اور تمام ضروریات کے متعلق اصولی اور کامل تعلیم قرآن نے پیش کی ہے۔ قرآن کریم ایک کامل روحانی، اخلاقی، معاشرتی سماجی، اقتصادی اور سیاسی نظام پیش کرتا ہے اس نے بین الاقوامی معاملات کے متعلق بھی راہنمائی کی ہے اور یہ قومی ترقی کے اصول بھی بتاتا ہے اس نے تجارت اور بیع و شراء کے اصول بھی بتائے ہیں اور اس نے وراثت اور عائلی زندگی کے قوانین کو بھی فراموش نہیں کیا۔

قرآن کریم سے قبل جتنی بھی شریعتیں تھیں وہ کسی خاص قوم یا زمانہ تک محدود تھیں۔ وہ تمام زمانوں اور تمام انسانوں کے لئے نہیں تھیں۔ صرف قرآن کریم میں ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ اور هُدًى لِّلنَّاسِ کے فرمان کے مطابق تمام زمانوں اور تمام نوع انسانی کی رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا ہے قرآن کریم میں ایک اور خوبی پائی جاتی ہے کہ اس کے اندر پہلی تمام کتب مقدسہ کی پیش کردہ تعلیمات شامل ہیں۔

چنانچہ فرمایا:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ۔

(الانعام ۹۳)

اسی طرح سورۃ البینۃ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝

یعنی یہ کتاب پاک صحائف پر مشتمل ہے اور اس میں (پہلی) کتب کی اصولی تعلیمات بھی بیان کی گئی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کریم کی تعلیم تمام دوسری کتب کی تعلیمات سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

قرآن کریم کی چند اہم خصوصیات

خدا تعالیٰ سورۃ یونس میں فرماتا ہے۔

مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اس آیہ کریمہ میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان فرمائی ہیں:۔

۱۔ اس میں ایسی تعلیم ہے جو انسان بنا ہی نہیں سکتا۔

۲۔ پہلی کتب کی (تصدیق) تمام اعلیٰ تعلیمات اس کے اندر موجود ہیں۔

۳۔ اس میں پہلی کتب کے نامکمل احکامات کو مکمل طور پر پیش کیا گیا ہے۔

۴۔ یہ ہر قسم کے نقائص سے پاک، بالکل محفوظ اور انسانی دست برد سے پاک۔

۵۔ اس کی تعلیم تمام زمانوں کے انسانوں کی راہنمائی کا سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔

یہ خوبیاں اور یہ خصوصیات صرف اور صرف قرآن کے اندر پائی جاتی ہیں۔ تورات، زبور، انجیل اور دیگر کتب قرآن کریم کی اعلیٰ تعلیمات اور ارفع خصوصیات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ الغرض خدا تعالیٰ کا یہ پاک کلام اس کی ذات کی طرح ہر نقص اور عیب سے پاک ہے اس کی ذات کی طرح بے مثل اور اس کے وجود کی طرح ہر حمد اور تعریف کا مستحق ہے اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے ابدی جنت کی طرف راہنمائی کے لئے مشعل راہ ہے اس کے نور کی روشنی کا مقابلہ نہ سورج کر سکتا ہے نہ چاند اور نہ ستارے۔ اس کا نور بے مثل ہے۔

ایمان اور آزمائش کا بندھن

(مکرم فہیم احمد خادم صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔

اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ایمان کا اقرار کرنے کے لیے تو چھوڑ دیئے جائیں (لیکن) وہ آزمائے نہ جائیں۔

جب ہم اس آیت کی روشنی میں انبیاء کرام کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح خوب عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ ہمیشہ ہی حقیقی مومن عظیم قربانیوں اور ابتلاؤں کے دور سے گزرتے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ خدا ان سے بے پناہ محبت کرتا ہے ان پر ایسا وقت بھی بظاہر آجاتا ہے کہ گویا ان پر ان کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ انکو زندگی کے ادنیٰ سے ادنیٰ حقوق سے بھی محروم کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ انوکھی طرز کا دور ایسا دور نہیں ہوتا کہ ان بندوں کی تباہی کا حامل ہو۔ بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ خدائے ودود نے اپنے محبوب اور عبادت گزار بندوں کو چھوڑ دیا ہے لیکن درحقیقت اس ذریعے سے وہ اپنے بندوں کو نافرمانوں سے الگ کرنا چاہتا ہے اس طرح وہ خبیث کو طیب سے علیحدہ کر دیتا ہے۔ یہ ابتلا کے ادوار سب انبیاء پر آتے رہے ہیں۔ بعض دفعہ یہ ابتلاء انتہائی شدت اختیار کر جاتے ہیں قرآن کریم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔

یعنی انہیں خوب خوف دلایا گیا تاکہ اس وقت کا رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کہہ اٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی یاد رکھو اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے

گویا کہ خدا کے بندوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ وہ خوب آزمائے جاتے ہیں ابتلاء میں ڈالے جاتے ہیں۔ اس پر جب وہ خدا کے بندے نہایت خشوع و خضوع سے متضرعانہ دعاؤں اور گریہ و زاری کے ذریعہ متی نصر اللہ کی صدا لگاتے ہیں۔ تو اس صدا پر خدا خاموش نہیں رہا کرتا بلکہ وہ مجیب خدا ان کی تضرعات کو سنتا ہے اور ان کی مدد کے لیے دوڑا چلا آتا ہے اور پھر وہ ان کے ہر دکھ اور ابتلاء کو ختم کر دیتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر خدا اپنے بندوں کو ابتلاء میں کیوں ڈالتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس طرح اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور دوسرے لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ دیکھو! یہ ہیں میرے بندے۔ جو میرے عشق میں ہر غم اور ہر دکھ سے ہنسی خوشی گزرتے جا رہے ہیں۔ وہ اپنے بندوں کو خالص کرنا چاہتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے جب بندوں کو اہل استکبار طبقہ صرف اس وجہ سے کہ وہ خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ نیست و نابود کرنا چاہتا ہے اپنی دانست میں یہ طبقہ باخدا لوگوں کو خدا سے دور کرنا چاہتا ہے مگر ہوتا یہ ہے کہ باخدا لوگ خدا کی طرف انتہائی شدت سے لپکتے ہیں اور یہ ابتلاء اپنی کوتاہیوں کا سبب جانتے ہیں اور ہر کمزوری کو دور کر کے ایک دودھ پینے والے بچے کی طرح اپنے محبوب خدا کی گود میں آجاتے ہیں جس طرح خام سونے کو خالص کرنے کے لیے خوب بھڑکائی ہوئی آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اس طرح یہ بندے بھی خدا کے لیے انتہائی خالص ہو جاتے ہیں

پس غم و اندوہ کی گھڑیاں تو خدا کے بندوں کی بلندی کا اعلان کر رہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ یہ غم اپنی خاطر نہیں بلکہ خدا کی خاطر برداشت کر رہے ہوتے ہیں اور یہ غم بڑا قیمتی ہوتا ہے

پس اس غم کی بدولت جو خدا سے رحمت طلب کی جاتی ہے۔ اس سے روحانیت میں خوب اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا تھا۔

"جماعت ایک نئے روحانی دور میں داخل ہو رہی ہے۔ پس جب خدا سے دور کیا جاتا ہے تو خدا کے بندے پوری قوت سے خدا کی طرف دوڑ لگاتے ہیں۔ محض للہ مخالفوں کی آندھیوں میں پھنسے لوگوں کی مثال ربڑ کی گیند کی سی ہوتی ہے۔ جسے جتنے زور سے زمین پر مارا جاتا ہے۔ اتنا ہی وہ اوپر کی طرف زیادہ اچھلتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راہِ حق میں نوعمر صحابہؓ رسولؐ کی استقامت

ابوالمعظم : فیصل آباد

وادیٔ بطحا میں جب نورِ حق چمکا - در و دیوار تو روشن ہو گئے لیکن اکثریت نے اس لاثانی و جاودانی نور سے فیضیاب ہونے کی بجائے اپنے دلوں کو دبیز ظلماتی پردوں میں ہی رکھا۔ حالانکہ یہی وہ نورِ حق تھا جو ان کی دائمی خوشحالی و نجات کا واحد وسیلہ و ذریعہ تھا وہ اسے اپنے تمام مادی وسائل و ذرائع کے بل بوتے پر بجھانے میں سرگرم عمل ہو گئے۔ وہ خدائے واحد و یگانہ جس نے ان کو زندگی اور جملہ وسائلِ حیات سے محض اپنی صفاتِ ربوبیت و رحمانیت کے نتیجہ میں نوازا تھا۔ اُسی کی بڑائی و کبریائی بھی ان کو گوارا نہ تھی۔ اس لئے کہ یہ ان کے عقائد و نظریات کے منافی بات تھی۔ ان کے معبودانِ باطلہ کی کامل نفی تھی۔ کفر اپنی مادی قوتوں کی یلغار سے حق کے خلاف صف آرا ہوا۔

سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ آپؐ کو دُکھ دینا اور بے سروپا اور من گھڑت باتیں آپؐ کی طرف منسوب کرنا نہایت اعلیٰ درجہ کی نیکی متصور ہونے لگی۔ آپؐ کی مخالفت میں آدمیت و انسانیت سب کو بھلا دیا گیا۔ لیکن جو خدا کے ہوتے ہیں جن کو وہ ذاتِ حق مقامِ ماموریت پر فائز و سرفراز کرتی ہے وہ ان مصائب و شدائد کی پروا نہیں کرتے اور اپنے مشن کی ترویج و ترقی میں ہمہ وقت مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ آپؐ نے اپنے الٰہی مشن کو جاری رکھا اور بتدریج سعید روحیں آغوشِ حق میں آنے لگیں۔ دعوتِ حق پر لبیک کہنے والوں کے سامنے ایک طرف مکہ کی چکا چوند تہذیب جس میں انکارِ حق کے نتیجہ میں تنگی و ترشی کے آثار نہیں تھے تو دوسری جانب قبولِ حق کی صورت میں کانٹوں بھری راہ تھی۔ مصائب و شدائد کے مہیب بادل و طوفان شاملِ سفر تھے۔ لیکن اس وادیٔ پُرخار کے پار ایک ایسی جنت بے نظیر تھی جو رضائے مولا۔ دائمی خوشحالی و آسودگی، قلبی طمانیت اور نجاتِ دائمی کا پیش خیمہ تھی۔ یہ امر سب پر سبقت لے گیا اور ماننے والے عارضی دکھوں کی زندگی قبول کر کے مئے توحید سے سرشار ہو گئے۔ اس کاروانِ حق میں بڑے بھی داخل ہونے شروع ہوئے تو بوڑھے، نوعمر بھی پیچھے نہ رہے۔ باطل پرستوں نے اس قافلہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے سر توڑ مظالم ڈھائے جسموں کو گرم لوہے سے داغا گیا۔ بعض کو گرم اور تپتی ریت پر لٹایا گیا۔ گرم پتھر سینوں پر رکھے گئے۔ بعض کو چٹائیوں میں لپیٹ کر اور دھوئیں میں منہ لٹکایا اور دم گھٹ دھواں ناک میں دیا گیا ان سے کون سا قصور سرزد ہوا تھا؟ کس غلطی کی پاداش میں ان کو ظلم و ستم کی چکی میں پیسا جا رہا تھا۔ کون سا ظلمِ عظیم ان سے واقع ہوا تھا اس کا ایک ہی سبب تھا کہ انہوں نے توحید و رسالتِ محمدؐ کا اقرار کیا تھا یہی وہ جرم تھا جس کی بدولت یہ لوگ مصائب و آلام میں مبتلا کئے گئے تھے۔ یہ فرشتہ صفت لوگ کفار کی چیرہ دستیوں کا نشانہ بنے رہے لیکن راہِ حق پر کمال ثابت قدمی و استقامت سے ڈٹے رہے۔ کفار کی سختیاں ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکیں۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کارواں میں نوعمر بھی تھے وہ بھی قبولِ حق کی صورت میں اپنوں اور بیگانوں کی ایذا رسانیوں سے محفوظ و مامون نہ رہے۔ ان میں سے چند کا ذکرِ استقامت پیشِ خدمت ہے:-

۱

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (مالک) کنانہ قرشی زہری انیس برس کے تھے کہ دعوتِ حق کی صدائے سامع نواز نے توحید کا شیدائی بنا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر خلعتِ ایمان سے مشرف ہوئے۔ آپؓ کے قبولِ حق سے قبل چھ سات کو تقدم حاصل تھا۔ قبولِ حق کا علم جب والدہ کو ہوا تو انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک سعدؓ نئے دین کو نہیں چھوڑیں گے وہ ان سے گفتگو کریں گی۔ نہ کھانا کھائیں گی اور پانی بھی نہ پئیں گی۔ وہ اپنی قسم پر قائم رہیں یہاں تک کہ تیسرے دن کے فاقہ سے بے ہوش ہو گئیں۔ لیکن آپؓ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ آپؓ نے اپنی والدہ کو صاف صاف کہہ دیا کہ اگر تمہارے قالب میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے نکل بھی جائے تب بھی وہ اپنے اس دینِ برحق کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔

(سیر صحابہؓ حصہ مہاجرین حصہ اول ص۱۲۹)

مکی زندگی مصائب و آلام سے خالی نہ رہی۔ استقلال سے سختیاں برداشت کرتے رہے لیکن دینِ حق کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اور راہِ حق پر گامزن رہے۔

۲

حضرت عبداللہؓ زمانہ جاہلیت میں عبدالعزیٰ جن کا نام تھا۔ بچپن ہی سے شفقتِ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ عدی ثعلبی سے تھا۔ چچا نے ان کی بڑے لطف و محبت سے پرورش کی۔ سایۂ محبتِ پدری سے محرومی نے دل گداز کر دیا تھا۔ ٹوٹے ہوئے دل میں قبولِ حق کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے ہوش سنبھالتے ہی دینِ حق سے متاثر ہو گئے جب چچا کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہؓ کو سخت الفاظ میں کہا کہ اگر تم نے محمدؐ کا دین قبول کر لیا تو جو کچھ تمہیں دیا ہے سب چھین لوں گا۔ حضرت عبداللہؓ نے یہ سُنا۔ تو کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو میں اب ایمان لا چکا ہوں۔ اس کے بعد چچا کی شفقت و محبت سرد مہری میں بدل گئی۔ چچا نے جو کچھ دیا تھا وہ سب چھین لیا۔ یہاں تک کہ بدن کے کپڑے بھی اُتروا لئے۔ آپؓ اسی حالت میں والدہ کے پاس آئے تو ماں کی مامتا سے یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ ایک چادر تھی اس کے دو ٹکڑے کر کے عبداللہؓ کے حوالے کی۔ انہوں نے ایک تہبند بنایا اور ایک چادر۔ قبولِ حق کی وجہ سے تمام اعزہ و اقربا سے ناطہ ٹوٹ چکا تھا۔ نماز فجر کے وقت مسجد نبویؐ پہنچے۔ نبی اکرمؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ حسبِ معمول رسالت مآبؐ نے سب سے مصافحہ کیا اور آنے والوں پر نگاہ مبارک ڈالی۔ عبداللہؓ پر نگاہ پڑی۔ پوچھا۔ "کون ہو!"

عرض کی۔ "عبدالعزیٰ"

فرمایا۔ "تم عبداللہ ذوالبجادین (دو چادروں والے) ہو۔ تم میرے دروازے پر رہا کرو۔"

آپؓ روزِ باب نبویؐ پر رہنے لگے اور تاحیات در کی دربانی نہ چھوڑی۔ (اسد الغابہ ج۳)

دینِ حق کے طفیل آپؓ کو وہ سعادتِ عظمیٰ ملی کہ جس پر اکابر صحابہؓ رشک کرتے تھے۔ غزوہ تبوک میں شامل ہوئے لشکر گاہ میں ہی معمولی سے بیمار پڑ کر فوت ہو گئے خود فخرِ دو عالم رحمتِ دو عالمؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے مل کر رات کی تاریکی میں مشعل جلا کر قبر کھودی اور اپنے دستِ مبارک سے عبداللہؓ کی لاش قبر میں اتار کر یہ دعا فرمائی:-

"خدایا۔ میں اس سے راضی تھا
تو بھی رضامندی ظاہر فرما۔"

آستانِ نبویؐ کا یہ دربان اس قابلِ رشک طریق پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پیوندِ خاک ہوا۔

اس واقعہ کے راوی حضرت عبداللہؓ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ

"مجھے عبداللہؓ کی موت پر اتنا رشک آیا کہ دل نے کہا۔ کاش ان کی بجائے میں مرا ہوتا۔"

(سیرت ابن ہشامؒ ج۲)

۳

حضرت عامرؓ بن ابی وقاص۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ فاتحِ ایران کے بھائی تھے۔ حضرت سعدؓ کی ثابت قدمی و استقامت کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ حضرت عامرؓ نے ایسے ماحول میں دعوتِ حق پر لبیک کہی جبکہ دینِ حق قبول کرنے والوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی تاہم ایمان لانے والوں میں آپؓ کا عنصر دسواں ہے۔ (استیعاب ج۲)

والدہ کو لڑکے کی اس (قبولِ حق) پر سخت صدمہ ہوا۔ قسم کھائی کہ جب تک عامرؓ تائب نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک وہ نہ سایہ میں بیٹھیں گی اور نہ کھانا کھائیں گی۔ سعدؓ جو کہ پہلے ہی دولتِ حق و ایمان سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔ ماں کی بے جا ضد پر بولے۔

"اماں آپ عامرؓ کی تبدیلیٔ مذہب کے بارے میں کیوں عہد کرتی ہیں میرے بارے میں بھی عہد کریں۔"

انہوں نے کہا۔ "کیوں؟"

کہا۔ "تاکہ اس وقت تک نہ آپ سایہ میں بیٹھ سکیں اور نہ کھانا کھا سکیں جب تک اپنے جائے قیام (دوزخ) کو نہ دیکھ سکیں۔"

انہوں نے کہا۔ "میں تیرے لئے عہد کیوں کروں۔ میں اپنے سعادت مند بیٹے کے لئے عہد کرتی ہوں۔"

لیکن حضرت عامرؓ بھی اس عہد کو خاطر میں نہ لائے اور استقلال و ثابت قدمی سے حق پر قائم رہے۔ ماں کی بے جا زیادتیاں برداشت کرتے رہے اور بالآخر ان سے تنگ آ کر ہجرتِ حبشہ ثانیہ اختیار کی۔

(سیر صحابہؓ حبشہ مہاجرین حصہ دوم ص۳۳۹)

ان کے علاوہ اور بھی فلکِ ایمان کے روشن و درخشاں ستارے ہیں جنہوں نے نوعمری میں حق کو قبول کیا۔ اور کفار کی ہمہ قسم کی سختیوں کا نشانہ بنے۔ لیکن انہوں نے ہر قسم کی قربانیاں پیش کر کے تاریخ میں سنہری ابواب کا اضافہ کیا اور آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ حسنہ چھوڑ گئے۔ ان مجاہدین کے کارہائے نمایاں کو دیکھ کر دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشارت الرحمان قمر مرحوم

کچھ باتیں کچھ یادیں

از مکرم جاوید احمد جاوید مربی سلسلہ

ارشاد باری تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے مطابق ہر ایک ذی روح کے لئے موت مقدر ہے اور کسی کو اس سے مفر نہیں۔ مگر بعض لوگوں کی خوبیاں اور نیک خصائل پیچھے رہنے والوں کے لئے یادوں کا قیمتی سرمایہ چھوڑ کر انہیں حیات جاودانی عطا کرتے ہیں اور ایک عرصہ گذرنے کے بعد بھی ان کے وجود پر موت وارد نہیں ہوتی۔

؎ تمہیں کہتا ہے مردہ کون تم زندوں میں زندہ ہو
تمہاری نیکیاں قائم تمہاری خوبیاں باقی

میرے یہ دوست جن کے ذکر خیر کے لئے آج قلم اٹھا رہا ہوں تھے ہی مجموعۂ خیر۔ جامعہ احمدیہ میں آخری دو سال میں خاکسار کو انکی خاص قربت نصیب ہوئی۔ کلاس روم میں وہ سیٹ فیلو تھے اور ہوسٹل میں قریب ترین پڑوسی اور پھر روم میٹ بھی رہے۔

مرحوم انتہائی دعا گو اور عبادت گزار انسان تھے۔ خاکسار کو جب بھی رات کے کسی حصہ میں اٹھنے کا موقع ملتا تو ان کو خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز پاتا۔ صرف رات کو بس نہیں بلکہ دن کے وقت بھی جونہی ذرا وقت ملا فوراً باوضو ہو کر کمرہ کے ایک کونہ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور . . . . . .

. . . نماز میں خشوع و خضوع اور سوز و گداز دیکھ کر کامیاب ہونے والے لوگوں کا نقشہ سامنے آجاتا اور آپ واقعی کامیاب ہو گئے جب آپ نے خدمات دینیہ بجالاتے ہوئے ۴ دسمبر ۱۹۸۲ء کی شام اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر لی۔

نماز کی ادائیگی میں ان کی یہی کوشش ہوتی تھی کہ اکثر نمازوں میں اپنے پیارے امام کی اقتداء حاصل ہو جائے۔ اس کے علاوہ نوافل بھی آپ اکثر اسی مبارک گھر میں بجالاتے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس میں کیا ہوا۔ ہر کام مبارک ہے۔ چنانچہ جب بھی جامعہ سے چھٹی ہوتی اور کوئی دوست ان سے ملاقات کے لئے آنکلتے۔ کمرہ مقفل پا کر خاکسار سے ان کے متعلق دریافت کرتے تو مجھے چونکہ بتا کر جاتے تھے کہ البیت المبارک جا رہے ہیں اس لئے میں دوستوں کی رہنمائی اس طرف کر دیا کرتا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس کے علاوہ ان کا دل کہیں لگتا ہی نہیں اور جی چاہتا ہے کہ دن رات وہیں رہوں اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہوں۔ نماز کے بعد دوسری عبادت روزہ ہے

یہ اس میدان میں بھی کامیاب ہونے والوں سے پیچھے نہ تھے۔ ماہ رمضان کے علاوہ بھی آپ اس اہم رکن کے قیام کی کوشش میں سرگرداں رہتے تھے۔ اور اکثر نفلی روزے رکھا کرتے تھے اور دن کا اکثر حصہ (جامعہ کے اوقات کے بعد) البیت المبارک میں جا کر دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گذارتے تھے۔ اور یہ وصف بھی ان میں نمایاں تھا کہ وہ ان خیر کے کاموں کو صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کی خواہش تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو ان نیکیوں کے حصول میں شامل کریں چنانچہ ان کی ترغیب سے خاکسار کو ان کے ساتھ ان برکات میں حصہ لینے کی توفیق ملتی رہی۔ الحمد للہ تعالیٰ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ۔

تلاوت قرآن کریم کے سلسلہ میں خاکسار نے ان کو یَتْلُوْنَہٗ حق تلاوتہٖ کا حقیقی مصداق پایا۔ تلاوت قرآن کریم گویا ان کی روح کی غذا تھی کہ اٹھتے بیٹھتے بعض اوقات لیٹے لیٹے بھی نہایت محبت اور انہماک سے قرآن کریم کی تلاوت میں محو رہتے۔ صرف کثرت تلاوت پر ہی بس نہیں آپ کا معمول تھا کہ قرآنی معارف سمجھنے میں نہایت غور و خوض کرتے رہتے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ علم قرآن کے لحاظ سے وہ ہماری تمام کلاس میں افضل تھے اور امتحان کے دنوں میں ہم سب ان سے مشکل حصص قرآن کریم سمجھا کرتے تھے اور وہ بڑے پیار سے سمجھایا کرتے تھے اور اس مقدس کلام کی خدمت میں وہ فخر محسوس کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا ایک فریضہ یہ بھی مقرر کیا ہے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اس حکم ربانی کی تعمیل میں وہ کوئی لمحہ بھی فرو گذاشت نہ کرتے چنانچہ خاکسار نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہ چلتے پھرتے۔ اٹھتے بیٹھتے اور کلاس میں بھی درود شریف کا ورد کر رہے ہوتے تھے اور اس کی اپنے ساتھیوں کو بھی تاکید کیا کرتے تھے اور درود بھی محض فرض کی تکمیل کے لئے نہیں بلکہ حقیقی محبت اور پیار کے جذبات کے ساتھ۔ ان کے اس مخلصانہ پیار کا اندازہ ان کی تحریرات سے بھی ہوتا ہے کہ ان کی کوئی تحریر ایسی نہ تھی جس کی ابتداء میں تسمیہ اور تسبیح و تحمید کے بعد درود شریف نہ لکھا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود اور آپ کے چاروں خلفاء کی تصاویر بڑے احترام سے اپنی میز پر سجا کر رکھتے تھے۔ اس سے ان کا ان مبارک ہستیوں کے ساتھ پیار عیاں ہوتا ہے۔ اے اللہ تبارک و تعالیٰ اس پیار کے طفیل ان کے درجات بلند فرما۔ آمین۔

موصوف کی زندگی نہایت ہی سادہ تھی کبھی بھی آج کل کے نوجوانوں کی طرح انہوں نے شوخی اور فخر کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ لباس نہایت سادہ پہنتے تھے اور خود ہی اپنے ہاتھوں سے دھو کر استری کر کے یا بغیر استری کے پہن لیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ مالی کمزوری ہرگز نہ تھی بلکہ سادگی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے اور اس طرح سے جو بچت کرتے وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس طرح خرچ کر دیتے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی تھی اور یوں رضائے الٰہی کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں پیش پیش تھے۔ جب وہ اپنے پاس موجود چیزوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں اس طرح سراً خرچ کر رہے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ نے بھی ان کو اپنے وعدہ کے موافق اکیلا نہیں چھوڑا اور ان کی جملہ ضرورتوں کا خود کفیل ہو گیا تھا۔ جس کا مظاہرہ خاکسار نے کئی دفعہ کیا اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔

مرحوم الگ تھلگ رہنا زیادہ پسند کرتے تھے کیونکہ اللہ والوں کی یہی علامت ہوتی ہے کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ راہب ہو گئے تھے بلکہ اپنے دوست احباب اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور تعلقات میں بھی وہ کسی سے کم نہ تھے۔

ان میں ایک نمایاں اور انفرادی خوبی یہ بھی تھی کہ جامعہ میں نئے داخل ہونے والے طلبہ کو ان کی پڑھائی کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے اپنی مخلصانہ خدمات پیش کرتے تھے تاکہ وہ اپنے آپ کو اس بابرکت ماحول میں اجنبی محسوس نہ کریں۔

میرے پیارے دوست میں علمی ذوق بہت تھا۔ خصوصاً علم حدیث میں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے صحاح ستہ کے مکمل سیٹ کے علاوہ کئی اور بھی حدیث کی کتابیں خرید کر رکھی تھیں جبکہ درساً صرف ترمذی اور بخاری پڑھائی جاتی تھی۔ آپ بڑے شوق اور انہماک سے حدیث کا مطالعہ کرتے اور حدیث کے پرچہ میں عموماً اسّی فیصد سے زیادہ نمبر لیتے تھے۔

اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر حکم کی بجا آوری کو اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے جب مختلف قسم کی زبانوں کے سیکھنے کے متعلق عمومی ارشاد فرمایا تو انہوں نے بعض زبانوں کے متعلق معلومات حاصل کر کے ان کے اساتذہ تلاش کئے اور اسباق حاصل کرنے شروع کر دیئے۔ فرانسیسی زبان کے لئے تو انہوں نے زر کثیر صرف کر کے ایک ایسی کتاب مکمل فوٹو سٹیٹ کروائی تھی جو اسلام آباد کی کسی لائبریری میں ہی تھی اور بازار سے نہیں ملتی تھی۔ پھر اپنے طور پر ہی اس میں مہارت رکھنے والوں سے مل کر اس کے اسباق لیا کرتے تھے۔ بعد میں جب جامعہ کی طرف سے بھی باقاعدہ زبانیں سکھانے کا پروگرام شروع ہوا تو جن چند طلبہ کو اس مقصد کے لئے چنا گیا اور ان کو اساتذہ مہیا کئے گئے۔ تو یہ اپنے شوق سے ان طلباء کے ساتھ مل کر اساتذہ سے سیکھتے رہے بلکہ ان کے اساتذہ کے تاثرات ان کی ہی زبانی یہ تھے کہ بشارت صاحب باقاعدہ طالب علموں سے بھی پہلے آتے تھے اور باقاعدہ شوق سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے اپنے طور پر گورمکھی اور ہندی میں درک حاصل کر کے اپنے امام کے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ زبانیں سیکھنے کے متعلق اپنے دوستوں کو بھی مخلصانہ مشورے دیا کرتے تھے اور ان کی دلی خواہش تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کم از کم ایک غیر زبان جاننے والا ضرور ہو۔ چنانچہ خاکسار کو وہ ہمیشہ Spanish زبان سیکھنے کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ ان کو اپنے اساتذہ سے بھی از حد محبت تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بڑا احترام کرتے تھے اور ان کی خدمت عین سعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان کی خدمت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔

بشارت صاحب اچھی خوشبو بہت پسند کرتے تھے اور سنت نبوی کے مطابق اس کا کثرت سے استعمال کرتے اور دوستوں کو بھی اسکی تلقین کرتے اور تحفہ میں بھی دیتے تھے نماز جمعہ وغیرہ پر جاتے وقت خود بھی خوشبو لگاتے اور اپنے دوستوں کو خود اپنے ہاتھ سے خوشبو لگاتے تھے۔

مرحوم سیر کے بہت شوقین تھے۔ اکثر صبح کے وقت مقبرہ بہشتی کی طرف سے ہوتے ہوئے لمبی سیر کرتے تھے اور پھر شام کو بھی وقت ملے تو ضرور سیر کرتے تھے۔ اور خاکسار کو بھی ساتھ لے لیتے۔ اکثر چھٹی کے ایام میں ہم دونوں لمبی سیر کو نکل جاتے اور قدرت کی رنگینیاں مشاہدہ کرتے اور ہر ہر قدم پر خدا تعالیٰ کی پاکیزگی اور بزرگی بیان کرتے تھے۔

مرحوم بہت ہی ہنس مکھ تھے۔ اور ہشاش بشاش رہنا ان کی فطرت میں داخل تھا۔ اس لئے یہ حالت پیدا کرنے کے لئے بعض اوقات لطائف بھی سناتے اور سنتے تھے اور یوں طبیعت میں ایک قسم کا مزاح پیدا کر لیتے تھے۔

آپ کی جامعہ کی زندگی باقی طلباء سے یکسر مختلف تھی۔ مثلاً رخصت کے ایام میں تمام طلباء کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ وہ اپنے والدین، بہن بھائیوں سے ملنے کے لئے گھروں کو چلے جاتے اور ہمارے مرحوم بھائی بجائے گھر جانے کے اپنی چھٹیاں مرکز سلسلہ میں گذارنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اور گھر والوں کو جب بھی ملنے کا اشتیاق ہوتا تو وہ خود حاضر ہو کر ملا کرتے تھے۔ والدین کے ساتھ بہت پیار تھا اور ان کے جذبات کا ہر طرح خیال رکھتے تھے۔

مرحوم بشارت صاحب اپنے بہن بھائیوں سے بھی بہت پیار کرتے تھے۔ اس کا اظہار ان کے خطوط سے ہوتا ہے جن میں وہ ان کو بڑے پیار اور محبت سے مخاطب کرتے ہوئے ان کو دینی علوم کی تعلیم کے بارے میں مشورہ دیا کرتے تھے اور خاکسار سمیت اپنے بزرگوں اور دوستوں کو دعا کے لئے کہا کرتے تھے کہ ان کے سب بہن بھائی دینی علوم حاصل کریں اور دین کی خدمت کریں۔ مریض کی عیادت کے بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مومن میں جن سات باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اُن میں سے ایک عیادتِ مریض بھی ہے۔ موصوف میں یہ وصف کہاں تک پایا جاتا تھا۔ خاکسار کو اس کا ذاتی تجربہ ہے ایک دفعہ جب کہ خاکسار ہوسٹل میں تھا بیمار ہو گیا۔ ہوسٹل کے کیو بیکلز میں رہائش تھی۔ مرحوم نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا انہوں نے جو دوا تجویز کی وہ فوراً بازار سے لائے اور ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق دوائی کھلائی۔ اور جتنے جتنے وقفہ سے ڈاکٹر صاحب بتا کر گئے دوا دیتے رہے۔ پھر علیحدگی میں بھی انہوں نے ڈاکٹر سے خوراک کے متعلق پوچھا تو جو خوراک انہوں نے بتائی اس کی تیاری کا خود ہی بندوبست کیا اور تیار کروا کر کھانے کے لئے پیش کر دی۔ پھر ڈاکٹر صاحب سے پھل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے غالباً سیب کے متعلق کہا تو موصوف اپنی جیب سے نہایت اعلیٰ قسم کا سیب بڑی محبت سے لائے اور خود اپنے ہاتھ سے قاشیں کاٹ کر کھلاتے رہے اور دعائیں کرتے رہے۔ خاکسار نے صحت یاب ہونے پر جب خرچ وغیرہ کے متعلق دریافت کیا تو بڑی خندہ پیشانی سے فرمانے لگے کہ ہرگز نہیں میں آپ ہی کے پیسے استعمال کرتا رہا ہوں۔ بس آپ دعائیں کیا کریں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

آخر میں اپنے اس مخلص دوست کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ مولا کریم ہر آن ان کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند کرتا رہے اور جنت میں اپنی نعماء سے نوازے۔ آمین۔

اظہارِ تشکر

میرے بیٹے عزیزم خلیل احمد مبشر اور میرے دیور کے بیٹے عزیزم طاہر احمد نعیم کی وفات پر جو کہ ایک دن کا وقفہ چھوڑ کر ہوئی جس خلوص و محبت سے احباب جماعت نے خود تشریف لا کر اور بذریعہ خطوط ہمدردی و تعزیت کا اظہار کیا ہے میں ان سب بہن بھائیوں کی خدمت میں اپنے خاندان کی طرف سے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں، خدا تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے آمین۔

نیز دعا کی درخواست بھی کرتی ہوں کہ بچوں کے بلندیٔ درجات کے لیے دعا کریں۔ اور ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ نعم البدل سے نوازے۔ آمین۔

(نگہت منیر اہلیہ منیر احمد ناصر محلہ دارالیمن شرقی)

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

(۱) "کمال تقویٰ یہ ہے کہ انسان کا اپنا وجود ہی نہ رہے اور صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند کا مصداق ہو جاوے۔"

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء)

(۲) "اصل تقویٰ یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا مل جاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔"

(الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

(۳) "جب تک انسان تقویٰ میں ایسا نہ ہو جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکہ میں سے نکلنا پڑے اُس وقت تک کچھ نہیں ہوتا۔ جس قدر انسان زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ بھی توجہ فرماتا ہے۔ اگر یہ اپنی توجہ معمولی رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی معمولی توجہ رکھتا ہے۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء)

اہم خبروں کا خلاصہ

۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء

- زکوٰۃ کی مرکزی انتظامیہ نے پنجاب کو زکوٰۃ کی مد میں سے ایک ارب ۶۲ کروڑ روپے دیئے ہیں۔ جس میں سے ایک ارب ۳۶ کروڑ روپے مستحقین میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔
- پنجاب میں جون ۱۹۸۴ء تک ۸۸ کروڑ روپے کی لاگت سے ۵۲ ہاؤسنگ سکیمیں مکمل کی گئی ہیں۔ ۸ کروڑ کی لاگت سے مزید ہاؤسنگ سکیموں کی تکمیل کا کام جاری ہے
- سمندر پار امور کے پاکستانیوں کے امور کے وزیر جناب غلام دستگیر صاحب نے ذرائع ابلاغ پر زور دیا ہے کہ وہ قومی سلامتی اور اسلامی نظریات کو مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ وہ چوتھے صحافتی ویج بورڈ اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ اجلاس کی صدارت ویج بورڈ کے صدر مسٹر جسٹس فضل محمود نے کی۔
- کراچی میں بوڑھے لوگوں کی مشکلات پر غور کرنے کے لئے ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی اس میں زیادہ عمر کے لوگوں کی جسمانی اور ذہنی بھلائی اور ان کے حقوق کے تحفظ پر زور دیا گیا۔
- ریلوے انتظامیہ نے ایئر کنڈیشنڈ کے کرایوں میں کمی کا اعلان کیا ہے۔ یہ کمی ۱۵ اپریل ۱۹۸۵ء تک جاری رہے گی
- امریکہ کے نائب وزیر خارجہ مسٹر چرچ نے جو اس وقت سری لنکا کے دورے پر ہیں کہا ہے کہ امریکہ اس علاقے میں کسی ملک میں فوجی اڈے قائم نہیں کرنا چاہتا وہ کولمبو میں ایک تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔
- چین کے صدر جناب لی سین نین نے کہا ہے کہ دنیا میں جنگ کی بجائے امن کو فروغ دیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ چین مشرقی اور مغربی یورپ کو متحد دیکھنا چاہتا ہے انہوں نے امید ظاہر کی کہ مشرقی اور مغربی ملکوں کے درمیان تعلقات بہتر ہو جائیں گے
- کیلیفورنیا میں ڈاکٹروں نے دو ہفتے کی بچی کے سینے میں ایک بندر کا دل کامیابی سے لگا دیا ہے۔ بچی کا دل پیدائشی طور پر خراب تھا۔

ولادت

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم انور سلطان آف کراچی کو ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ لڑکے کا نام لقمان انور تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم عبد الحفیظ صاحب منیجر واہ سیمنٹ فیکٹری کا نواسہ اور مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب کا پوتا ہے۔

بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ دعا کریں۔ مولا کریم نومولود کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا کرے۔ نیک خادم دین اور قرۃ العین بنائے۔

(حمیدہ بیگم اہلیہ چوہدری سلطان احمد صاحب ۲۴۶ پیپلز کالونی۔ فیصل آباد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کم از کم پانچ ہزار واقفین عارضی بنائیں

امرائے اضلاع، مربیانِ سلسلہ و صدرانِ جماعت توجہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ کی یہ شدید خواہش تھی کہ:

"جماعت احمدیہ کی عام تربیت کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ..... کم از کم پانچ ہزار واقفین عارضی ہمیں ملنے چاہئیں"

تمام امرائے اضلاع، مربیان سلسلہ اور صدران جماعت احمدیہ پاکستان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اپنے رفقائے کار اور کارکنان کے ذریعہ ایک مہم کی صورت میں زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس مبارک تحریک میں حصہ لینے کی تلقین فرمائیں اور ان سے فارم وقف عارضی پُر کروا کر ارسال فرمائیں۔ نیز اپنے اپنے حلقہ جات کو بھی اس طرف توجہ دلائی جائے ..... بہنوں کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ اپنی جائے رہائش پر رہتے ہوئے بھی وقفِ عارضی کر سکتی ہیں انہیں کسی دوسری جماعت میں نہیں بھجوایا جاتا۔

امید ہے کہ جملہ عہدیداران جماعت اس طرف فوری توجہ فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

فارم وقف عارضی نظارت ہذا یا مقامی مربی صاحب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی ربوہ)

درخواستہائے دعا

○ خاکسار عرصہ سے شوگر کا مریض ہے ان دنوں صحت زیادہ خراب ہے۔ احباب کرام سے صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مسعود احمد بھٹی چک ۳/۵۳ ضلع شیخوپورہ)

○ مکرم شیخ نصیر احمد صاحب چند دنوں سے بخار کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب کرام سے مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(ادریس احمد وحید دارالعلوم غربی ربوہ)

○ برادرم مکرم چوہدری محمد اکرم رشاد ٹیچر تعلیم الاسلام پرائمری سکول ربوہ قریباً ایک ماہ سے ہائی بلڈ پریشر اور گردوں میں خرابی کے باعث شدید بیمار ہیں۔ بلڈ یوریا زیادہ ہے۔ شوگر بھی ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ دعا کریں۔ مولا کریم میرے بھائی کو اپنی جناب سے شفائے کامل عطا فرمائے۔ آمین!

(احمد علی ٹیچر گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

○ میرے بیٹے عزیزم محمد احمد نے بی ایس سی کا امتحان دیا ہوا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ نیز میرا لڑکا مبارک احمد بعارضہ بخار بیمار ہے۔ اس کی کامل و عاجل صحت کے لئے بھی احباب دعا کریں۔

(حوالدار محمد شفیع دارالنصر غربی ربوہ)

○ میرے میاں رانا محمد اسلم طاہر ۳ اکتوبر سے ہسپتال میں گردوں میں انفیکشن کی وجہ سے زیر علاج ہیں۔ پیچیدگیاں بڑھتی جا رہی ہے۔ سخت تشویش ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے دردِ دل سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو مکمل صحت دے اور ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات دے آمین۔

(بیگم صادقہ طاہر رانا۔ مغربی جرمنی)

○ خاکسار ایف اے کا امتحان دے رہا ہے۔ احباب سے اعلیٰ کامیابی اور مشکلات کی آسانی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(گوہر مقصود عطا۔ دارالرحمت غربی ربوہ)

○ میرے والد ملک غلام علی کھوکھر صاحب گوجرانوالہ میں بعارضہ پیشاب بیمار ہیں ان کا اپریشن امتیاز سرجیکل کلینک لاہور میں ہوا ہے۔ احباب سے والد صاحب کی کامل شفایابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(رشید احمد کھوکھر۔ گوجرانوالہ)

○ میرے چچا سعید احمد صاحب بعارضہ دل بیمار ہیں اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قارئین سے محترم چچا جان کی کامل شفایابی کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(خلیل احمد ناصر۔ گوجرانوالہ)

الفضل ہمیں کیوں پڑھنا چاہیئے؟

- اس لئے کہ "الفضل" مرکزِ سلسلہ اور اپنے قارئین کے درمیان روزانہ رابطہ کا ذریعہ ہے۔
- الفضل کے روزانہ مطالعہ سے آپ کو روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ حالات اور واقعات کی مناسبت سے الفضل میں پیش کئے جانے والے ملفوظات حضرت مسیح موعود ہمارے لئے ایمانی استقامت کا موجب بنتے ہیں۔
- الفضل میں ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اور گذشتہ خلفائے سلسلہ کے ارشادات بھی درج کئے جاتے ہیں جو ہمارے اندر مسابقۃ فی الخیرات کا جذبہ اجاگر کرتے ہیں۔
- الفضل کے ذریعہ احباب جماعت مرکزی اور ذیلی تنظیموں کے ذریعہ عالمگیر سطح پر کی جانے والی دینی مساعی سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔
- اپنے ادارتی مقالوں اور اہل علم حضرات کے مضامین کے ذریعہ الفضل جماعت کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس دینی معلم اور روحانی نہر سے مستفیض ہونے کے لئے آپ کو صرف ایک معمولی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔

(آغا سیف اللہ مینیجر الفضل)

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین
حکیم انوار احمد جان
۵-۶-۷- نومبر
دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ
میں مطب فرمائیں گے:
منیجر دواخانہ حکیم نظام جان، کالج روڈ
چوک اقصیٰ ربوہ: فون: 558

ھوالناصر
فون 27926
انصاف کمپنی رجسٹرڈ
کمیشن ایجنٹس۔ دوکان نمبر ۲۲۳
نئی غلہ منڈی ڈجکوٹ روڈ۔ فیصل آباد
خود دنی اجناس
مرچ۔ سخود، بیج ہر قسم کی خرید و فروخت کے لئے
خدمت کا موقع دیں!

خان کلینک
خاکسار عرصہ ۴ سال گیمبیا میں نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمات بجا لانے کے بعد واپس وطن آ گیا ہے۔
راجہ مارکیٹ کالج روڈ ربوہ میں "ڈاکٹر خان کلینک" قائم کیا ہے
جہاں خاکسار سوائے اتوار کے مندرجہ ذیل اوقات پر کلینک میں کام کرے گا:
● صبح ۸½ بجے تا ایک بجے دوپہر ● شام ۴ بجے تا ۹ بجے رات
ڈاکٹر محمد حفیظ خان ایم۔ بی۔ بی۔ ایس فزیشن اینڈ سرجن
ریٹائرڈ میڈیکل آفیسر ۸½ دارالبرکات ربوہ:

خوشخبری: خاص رعایتی سیل
پوڈر۔ کریم۔ عطریات۔ بنیان۔ جرابیں ہر قسم کے برش شیمپو وغیرہ بالکل نئے سٹاک میں دستیاب ہیں
احمد میڈیکل سٹور
انیس مارکیٹ۔ نزد ریلوے پھاٹک ربوہ
نیز انگریزی ادویات بازار سے خصوصی رعایت کے ساتھ خرید فرمائیں! شکریہ